چائلڈ لیبر کی شرعی حیثیت

*ڈاکٹر محمد الیاس

ABSTRACT

Islam is a complete code of life. It provides us with dynamic rules and regulations to lead a perfect, prosperous ideal life. The social system of Islam is abided by certain rules and rights for each and every individual of an Islamic society. Children are the most delicate and sensitive members of any society and are to be dealt with empathy and love. The Prophet Muhammad (PBUH) says "Those are not among us who don't show mercy on younger and respect their elders". But, unfortunately we as Pakistani Muslims don't implement such injunctions. Child labor is one of the biggest socio-economic problems of under developed & some developing countries like Pakistan. Some vital initiatives are to be taken to eradicate this problem as it's been dealt with many times but those efforts were not fruitful completely. The aim of this paper is to discuss child labor in terms of forceful work that kids are obliged to do which affect their basic education & health rights. I have discussed this issue from an Islamic perspective highlighting the different views of our respected Islamic scholar and followed it by a critical analysis of some of the views.

*۔اسسٹنٹ پروفیسر، فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، (اصول الدین) اسلامک انٹرنیشنل یونیورسٹی، اسلام آباد

دینِ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو کہ بنی نوع انسان کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو گھیرے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی میں معاشرے کے تمام افراد کے حقوق کا تعین کر دیا گیا ہے۔ ہمارے معاشرے کا ایک بڑا طبقہ چھوٹی عمر کے بچوں پر مشتمل ہے۔ یہ بچے ہماری زندگی کو رونق اور خوشیوں سے بھر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمیں نبی رحمت ﷺ کا ایک درخشاں قول ملتا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویوقر کبیرنا [1] یعنی وہ ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ھمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔ ان واضح تعلیمات کے باوجود بھی ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے آس پاس بہت بڑی تعداد ان کم سن بچوں کی ہے جو اپنے پڑھنے لکھنے اور تربیت پانے کی عمر میں ہی اپنے نازک ہاتھوں سے محنت اور مشقت کے کام کرنے پر مجبور ہیں۔

ساری دنیا ہی اس گھمبیر مسئلے کا سامنا کر رہی ہے اور اس کے خاتمے کیلئے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ لیکن پاکستان میں تو جیسے یہ ایک سماجی ضرورت ہی بن چکی ہے۔ امیر کے امیر تر اور غریب کے غریب تر ہونے پر قابو نہ پائے جانے کی وجہ سے اب لوگ اس کے سوا کوئی راہ نہیں پاتے کہ وہ بچوں کو بچپن سے ہی کام پر لگادیں تاکہ ان کے گھر کا چولہا جلتا رہے اور ضروریات زندگی پوری ہوتی رہیں۔ سکول جانے کی عمر کے بچے دکانوں، ہوٹلوں، بس اڈوں، ورکشاپوں اور دیگر مشقت کی جگہوں پر ملازمت کرنے کے علاوہ مزدوری کرنے پر بھی مجبور نظر آتے ہیں۔

پاکستان میں لاکھوں بچیاں گھریلو ملازمہ کے طور پر کام کرتی ہیں جن کو بسااوقات کوئی معاوضہ بھی نہیں دیا جاتا یا بہت ہی معمولی سا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ بچوں سے ایسی محنت مزدوری کا کام لینا دو لحاظ سے زیادتی اور ظلم تصور ہوتا ہے۔ ایک اس لیے کہ یہ عمر تعلیم حاصل کرنے یا کوئی ہنر سیکھنے کی ہوتی ہے اور یہ بچے اس بنیادی حق سے محروم رہ جاتے ہیں۔ دوسرا اس وجہ سے بھی کہ اس چھوٹی عمر میں ان پر محنت ومشقت کا بوجھ ڈالنا اور انہیں مسلسل جسمانی مشقت میں مصروف رکھنا سراسر ناانصافی اور زیادتی ہے۔ انہیں جائز تفریح کے مواقع نہیں مل پاتے جو ان کی ذہنی نشوونما کے لیے بہت ضروری ہیں، اس طرح تعلیم وتربیت سے محرومی کے ساتھ ساتھ ان پر ذہنی اور جسمانی نشوونما کے دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں۔

قرآن حکیم کا یہ اصولی ضابطہ ہے کہ اللہ تعالی کسی بھی انسان کو اس کی ہمت اور طاقت سے زیادہ تکلیف میں مبتلا نہیں فرماتے۔ ارشاد باری تعالی ہے: لاَ يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلاَّ وُسْعَهَا [2]

"اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت کے احکامات میں اس ضابطے کا لحاظ رکھا گیا ہے اور بچے کو بنیادی احکامات شریعت جیسے عبادات اور معاملات وغیرہ سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی ضابطے کے مطابق تین قسم کے افراد کے اعمال پر گرفت نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''تین افراد سے قلم اٹھا دیا گیا ہے (یعنی انہیں مستثنی رکھا گیا ہے) سونے والے سے یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ جوان ہو جائے اور مجنون سے یہاں تک کہ اس کو سمجھ آ جائے۔''[3]

ہمارے ہاں بچوں سے کام لینے کا رواج عام ہے۔ اس میں ایک تو وہ معمولی نوعیت کا رضاکارانہ کام اور خدمت ہے جو ماں باپ اپنی اولاد سے اور بسا اوقات اساتذہ کرام اپنے تلامذہ سے لیتے ہیں اور یہ کام در حقیقت تربیت ہی کا حصہ ہوتے ہیں اور اسلام ماں باپ اور اساتذہ کے اس حق کو تسلیم کرتا ہے بشرطیکہ وہ تربیت اور شفقت کے دائرے میں ہو۔ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار مدینہ کے ہر خاندان نے اپنی بساط کے مطابق آپ ﷺ کی خدمت و معاونت کی ہر ممکن کوشش کی۔ ایک انصاریہ خاتون آنحضرت ﷺ کی خدمت میں اپنے دس سالہ بچے کو لے کر آ گئیں کہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے اس لیے اپنے اس بچے کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کرتی ہوں۔[4] یہ حضرت انس بن مالکؓ تھے جنہوں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کے ذاتی خادم کے طور پر ان کے ساتھ وقت گزارا۔ اور ان کا اپنا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دس سال گذارے۔ اللہ کی قسم کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو اف تک نہ فرمایا اور نہ کبھی یہ فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا یا یہ کام کیوں نہ کیا کہ جو خادم کو کرنا چاہیے تھا[5]

دوسرا کام جبری نوعیت کا ہے جو بچوں سے محنت مزدوری کرا کے ان کی کمائی حاصل کرنے کے لیے لیا جاتا ہے، یہ بہر حال مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر محل نظر ہے۔ ہمارے ہاں بچوں سے جبری مشقت لینے کا رجحان موجود ہے اور کارخانوں، دکانوں، ہوٹلوں اور کام کاج کے دیگر مراکز میں آپ کو بچوں کی ایک بڑی تعداد دکھائی دے گی۔ یہ بچے معصوم ہاتھوں سے محنت مزدوری کر کے اپنی کمائی ماں باپ اور دیگر اہل خاندان کو کھلاتے ہیں۔ اس مقالے میں ہم اسی دوسری قسم پر شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں کچھ مفصل اور مدلل بات چیت کریں گے۔

تعریف

1:اقوام متحدہ کے ذیلی ادارے "یونیسف" نے بچوں کی مزدوری کی تعریف یوں کی ہے:

The UNICEF defines Child Labour as follows:

"A child is considered to be involved in child labour activities under the following classification:

(a) children 5 to 11 years of age that does at least one hour of economic activity or at least 28 hours of domestic work, and

(b) Children 12 to 14 years of age that during the week preceding the survey did at least 14 hours of economic activity or at least 42 hours of economic activity and domestic work combined."(6)

ایک بچہ کو مندرجہ ذیل صورتیں پوری ہونے کی صورت میں چائلڈ لیبر کا شکار تصور کیا جائے گا۔

الف: پانچ سال تا گیارہ سال کے بچے اگر روزانہ ایک گھنٹہ معاشی سرگرمی میں یا پورے ہفتے میں اگر وہ اٹھائیس گھنٹے گھریلو محنت مشقت میں گذارتے ہیں تو ان کا یہ کام چائلڈ لیبر تصور کیا جائے گا۔

ب: بارہ تا چودہ سال کے بچے اگر ہفتے کے دوران چودہ گھنٹے معاشی سرگرمی میں یا بیالیس گھنٹے معاشی اور گھریلو محنت مشقت دونوں انجام دیتے ہیں تو بھی وہ چائلڈ لیبر شمار ہونگے۔

2:انٹرنیشنل لیبر آرگنائیزیشن نے چائلڈ لیبر کو یوں بیان کیا ہے:

The term "child labour" is often defined as work that deprives children of their childhood, their potential and their dignity, and that is harmful to physical and mental development.

It refers to work that:

- is mentally, physically, socially or morally dangerous and harmful to children; and
- interferes with their schooling by:
- depriving them of the opportunity to attend school;
- obliging them to leave school prematurely; or
- Requiring them to attempt to combine school attendance with excessively long and heavy work.(7)

چائلڈ لیبر سے مراد بچوں سے ایسا سخت کام لینا جس سے ان کا بچپنہ اور ان کی مخفی صلاحیتیں ختم ہو جائیں اور ان کی عزت نفس مجروح ہو۔

ان کاموں میں مندرجہ ذیل کام شامل ہیں:

- وہ کام جو بچے کے بچپن، اس کے ذہن، جسم، اخلاق اور معاشرت کے لئے نقصان دہ ہوں۔
- وہ کام جو بچے کی تعلیم و تربیت میں حائل ہوں۔
- وہ کام جو بچے سے سکول جانے کے مواقع چھین لیں۔
- وہ کام جو بچے کے سکول کو چھوڑنے کا باعث بنیں۔
- سکول سے ساتھ ساتھ طویل الوقتی اور سخت محنت مشقت والے کام۔

مبحث اول

چائلڈ لیبر کے اسباب اور وجوہات

1: معاشی و معاشرتی اسباب

1: غربت

پاکستان میں معاشی بدحالی، سہولیات سے محرومی، استحصال، بے روزگاری، غربت اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم نے جگہ جگہ اس المیے کو جنم دے رکھا ہے جو بڑھتے بڑھتے ایک عذاب بنتا چلا جا رہا ہے۔ ملک میں بڑھتے ہوئے تعلیمی اخراجات اور دن بدن مہنگائی میں اضافے کے پیش نظر خدشہ ہے کہ مملکت خداداد میں بجائے چائلڈ لیبر کم ہونے کے خدانخواستہ مزید بڑھ نہ جائے۔

چائلڈ لیبر کے خاتمے کے لیے گھر کے بالغ افراد کو ایسا روزگار فراہم کرنا ضروری ہے جس کی آمدنی سے گھر کے اخراجات پورے ہو سکیں۔

گھریلو حالات سے تنگ آکر یہ بچے سکول جانے کی عمر میں بعض اوقات خود یا والدین کے کہنے پر گھر کا چولہا جلانے کی خاطر سکول جانے کے بجائے دکانوں، ریڑھیوں، کوڑا چننے اور دیگر مقامات پر کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ نہ تو تعلیم فری ہے اور نہ علاج۔ اگر تعلیم کے لیے سکول ہیں تو کتابوں اور فیسوں کے لیے غریب والدین کے پاس پیسے نہیں ہیں۔

جب یہ بچے خاندان کی معاشی کفالت کے لیے مزدوری پر مجبور ہوتے ہیں تو اپنا بچپن کھو دیتے ہیں۔ ایسے بچے بچپن کی خوشیوں اور تعلیم کے بنیادی حق سمیت تمام حقوق سے محروم ہو جاتے ہیں۔ عام طور وہ والدین جو بچوں کی تعلیم کا

بوجھ برداشت نہیں کر سکتے یا کسی وجہ سے خود کمانے کے قابل نہیں رہتے یا ان کی کمائی کم ہوتی ہے مگر زیادہ افراد کی کفالت ذمہ ہوتی ہے تو ایسے میں یہ والدین اپنے بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی کام پر لگا دیتے ہیں۔

2: والدین کی جہالت: بعض اوقات والدین کی تعلیم اور شعور میں کمی بھی اس مسئلے کا سبب بنتی ہے۔ بعض لوگوں کا نقطہ نظر یہ ہوتا ہے کہ تعلیم کا مقصد رزق کمانا ہوتا ہے۔ والدین میں یہ شعور نہیں ہوتا کہ تعلیم کے کیا فوائد و ثمرات ہیں؟ پس یہ والدین بچوں کو بچپن سے ہی کسی فیکٹری، کسی موٹر مکینک یا کسی اور ہنر مند کے پاس بطور شاگرد چھوڑ دیتے ہیں تاکہ بچہ جلد روزگار کمانے کے قابل ہو سکے۔

3: گھریلو تشدد، طلاق، بڑا خاندان، گھر کے سربراہ کا نشہ کا عادی یا کسی اور مہلک بیماری میں مبتلا ہونا بھی بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی کام کی بھٹی میں دھکیلنے کے باعث بنتے ہیں۔

4: حکومت کی عدم توجہی: چائلڈ لیبر عام طور پر غریب ممالک میں یا ان ممالک میں زیادہ ہے جہاں عام طور پر عوام الناس کے معاملات میں حکومت بے توجہی کرتی ہے۔ چونکہ ان حکمرانوں کو عوام کے مسائل کے حل کرنے میں دلچسپی نہیں ہوتی اس لیے وہ بچوں کی تعلیم و تربیت اور ان کے مستقبل سنوارنے پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ اس لیے وہ بچے خواہ تعلیم حاصل کریں یا چھوٹی عمر میں مزدوری کریں ان کو اس سے غرض نہیں ہوتی۔

5: معاشرے کی بے حسی: اگر معاشرے میں حساس اور ذمہ دار لوگ موجود ہوں تو وہ صرف اپنے معاملات سنوارنے تک محدود رہ کر خود غرضی کا مظاہرہ نہیں کرتے بلکہ دوسرے لوگوں کے مسائل پر بھی توجہ دیتے ہیں۔ چائلڈ لیبر عموما ان معاشروں میں پائی جاتی ہے جہاں لوگ خود غرضی کا شکار ہوتے ہیں اور ان میں یہ احساس ختم ہو جاتا ہے کہ یہ بچہ بھی ہمارے اپنے بچے ہی کی طرح ہے اور یہ بچہ جس کی تعلیم حاصل کرنے کی عمر ہے، وہ کسی مکینک کی دکان پر ہاتھ میں اوزار پکڑے گاڑی کی مرمت کر رہا ہے۔ اگر افراد میں احساس ہو تو بے شک حکومت تعلیم و تربیت کے اقدامات نہ بھی کرے، تو یہ خدا ترس لوگ خود تعلیم و تربیت کے لیے ادارے قائم کرتے ہیں جہاں مستحق طلبہ کو تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی مالی ضروریات بھی پوری کی جاتی ہیں۔ پس جس معاشرے میں لوگوں کے دل سے احساس ختم ہو جائے کہ بچوں کے مسائل کیا ہیں وہاں چائلڈ لیبر جیسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

6: تعلیم سے جان چھڑا کے کام پہ لگ جانا، چائلڈ لیبر میں کام کرنے والے زیادہ بچے سکولوں سے ابتدائی سطح پر بھاگے ہوئے ہوتے ہیں۔ کوئی تعلیم کے ڈر سے تو کوئی مار پیٹ اور بے رحمی کے خوف سے۔ کچھ ایسے بھی بچے ہیں جو والدین کے دباؤ سے کام کرنے پر مجبور ہیں۔ جس کی وجہ سے یہ بچے اچھی زندگی اور تعلیم کے ساتھ ساتھ نفسیاتی طور پر جھگڑالو اور

بسااوقات جرائم پیشہ بن جاتے ہیں۔ یہ منفی طرز عمل معاشرے کے لیے ایک المیہ بن جاتا ہے۔ جو معاشرے کی تمام برائیوں کی ابتداء ہوتی ہے۔ معاشرے میں ڈکیتی اور چوری جیسی خرابیاں اور جرائم جنم لیتے ہیں۔

7: بے گھر اور اغواشدہ بچے: گھر سے بھاگے، بھولے سے گمشدہ بچے اپنی بسراوقات کیلئے بھی لیبر کی طرف آجاتے ہیں۔ چائلڈ لیبر کی طرف مائل ہوجانے والے ایسے بچے بھی ہیں۔ جو اغوا کر لیئے جاتے ہیں۔ اغواکاران بچوں کی مشقت کا پیسہ بٹورتے ہیں۔

چائلڈ لیبر پر اسلامی شریعت کا نقطہ نظر

جس طرح اسلام نے تمام انسانی طبقات کو ان کے حقوق عطا کیے، ایسے ہی بچوں کے حقوق کو بھی واضح انداز میں بیان کر دیا ہے۔ یہاں ہم صرف مزدور بچوں کے حقوق اور ان کے مسائل کا احاطہ کرنے کی کوشش کریں گے۔

چائلڈ لیبر یہ اسم مرکب ہے جو چائلڈ اور لیبر سے بنا ہے۔ اس سے مراد بچے کی ذات کا اجارہ یعنی اسے کرائے پر دینا ہے۔ چائلڈ سے مراد ایسا بچہ ہے جو بلوغت تک نہ پہنچا ہو۔ پاکستانی قانون میں بچے کیلئے بلوغت کی عمر اٹھارہ برس اور بچی کیلئے سولہ برس ہے۔ لیبر سے مراد ذہنی وجسمانی مشقت ہے۔

لیبر کے حوالے سے ہمارے ملکی قانون میں چودہ سال کی عمر کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ عمر کی حد بلوغت کی بجائے عقلمند اور ذی شعور ہونے کے اعتبار سے ہے۔ اٹھارہ برس اور چودہ برس سے کم عمر بچوں سے مشقت لینے کیلئے احتیاطی احکامات دیئے گئے ہیں مگر چودہ سال سے کم عمر بچوں کیلئے شرائط زیادہ سخت ہیں۔

عام لفظوں میں چائلڈ لیبر سے مراد ہے کہ بچے کو اس کے حق تعلیم و تفریح سے دور کر کے اس کو چھوٹی عمر میں ہی کام پر لگا دیا جائے۔ چائلڈ لیبر بھی بچوں کے مسائل میں بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ بچے انتہائی سخت مشقت والے کام کرتے ہیں جیسے کہ کانوں میں کام کرنا، کیمیکلز کے ساتھ کام کرنا اور کھیتی باڑی اور خطرناک قسم کی مشینری کے ساتھ کام کرنا۔

مبحث دوم

چائلڈ لیبر پر فقہائے اسلام کا موقف

فقہائے اسلام میں متقدمین میں بچوں کی مزدوری کے بارے میں موقف میں اختلاف ہے۔

پہلا قول:

عقلمند بچے کا خرید و فروخت کرنا اور اس کا مزدوری میں استعمال ہونا درست ہے مگر اس کے یہ تمام افعال اس کے ولی کی اجازت پر موقوف ہونگے۔ اس قول کو فقہائے حنفیہ [(8)]، مالکیہ [(9)]، حنابلہ [(10)]، ظاہریہ [(11)]، اباضیہ [(12)] اور جعفریہ [(13)] نے اختیار کیا ہے۔ ان کے دلائل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

1:وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ۔[14]

ترجمہ:اور یتیموں کو بالغ ہونے تک کام کاج میں مصروف رکھو پھر (بالغ ہونے پر) اگر ان میں عقل کی پختگی دیکھو تو ان کا مال ان کے حوالے کردو۔

اس آیت سے استدلال یہ ہے کہ اس میں ولی کو حکم دیا گیا ہے کہ بچہ کو سن بلوغ تک پہنچنے سے پہلے پہلے آزماتے رہو اور ظاہر ہے کہ یہ آزمائش اس پر کسی کام کی ذمہ داری ڈالنے یا خرید وفروخت کی تربیت دینے سے ہی پوری ہوگی۔[15]

لیکن دیگر فقہاء اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یتیم کو مال حوالے کرنا اور اس کو آزمانا یہ سب اس کے بالغ اور عاقل ہونے کے بعد ہی ہوگا پہلے نہیں۔[16]

2: وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا[17]

سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔۔

اس آیت میں مطلق تجارت کا ذکر ہے۔ بالغ یا نابالغ کی تفریق نہیں کی گئی ہے لہذا اس بناء پر بچے کی تجارت مباح قرار پائے گی۔[18]

لیکن اس آیت سے بھی استدلال ٹھیک نہیں ہوگا کیونکہ شریعت کے احکامات ایک مسلمہ اصول کے تحت ہمیشہ بالغ اور عاقل افراد کے لئے ہوتے ہیں۔ لہذا یہ آیت چھوٹے بچوں کو خطاب ہی نہیں کرتی۔

3: کسی بچے سے کام لینے کی شرائط میں سے بنیادی شرط یہ ہے کہ بچے کی عقل پختہ ہو جس سے وہ کوئی خرید وفروخت کے معاملات انجام دے سکے اور اگر بالفرض اس سے کوئی خطا سرزد ہوتی بھی ہے تو اس کے ولی کی طرف رجوع کیا جائے گا۔[19]

یہ شرط بھی شرع کی رو سے درست نہیں ہے کیونکہ شریعت کے عام احکامات بچوں کو ان کی عدم بلوغت اور عقل کی ناپختگی کی وجہ سے شامل نہیں ہوتے۔ اور جب ان میں سرے سے عقلی تمیز ہی ناپید ہے تو خرید وفروخت کے معاملات میں اس سے کام لینا جائز نہ ہوگا۔[20]

دوسرا قول: اور یہ فقہائے شافعیہ کی رائے ہے:[21]

چھوٹے بچے کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے چاہے اس میں عقل کی پختگی ہو یا نہ ہو۔ ان کا استدلال مندرجہ ذیل دلائل پر مبنی ہے۔

1: وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ۔[22]

اور اپنے مالوں کو نادان لوگوں کے حوالے مت کرو۔

اس آیت میں نادانوں کو مال دینے سے منع کیا گیا ہے اور بچہ چونکہ مال کو خرچ کرنے کی سوجھ بوجھ نہیں رکھتا، لہذا اس بناء پر اسے خرید وفروخت کے معاملات سونپنا جائز نہیں ہوگا۔[23]

اس رائے کا جائزہ:

یہ رائے بھی کلی طور پر درست نہیں ہے کیونکہ بچے کو محض اس بناء پر خرید فروخت کے معاملات سے دور رکھنا کہ وہ ابھی چھوٹا ہے اور ناتجربہ کار ہے قرین انصاف نہ ہوگا بلکہ دیکھا جائے گا کہ بچہ عقلی پختگی کے کس مرحلے پر ہے۔ اگر وہ معاملات کی سجھ بوجھ رکھنے والا ہے اور اس کے ساتھ اس کے ولی کی رائے کا بھی اعتبار کیا جائے تو بچہ سے کاروباری تصرف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔[24]

2: وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ۔ (سورة النسآء: الآية 6)

ترجمہ: اور یتیموں کی آزمائش کرتے رہو یہاں تک کہ وہ نکاح کے قابل عمر کو پہنچ جائیں۔ پھر اگر تم ان کے اندر اہلیت پاؤ تو ان کے مال ان کے حوالے کردو۔

اس آیت میں مال کو بچے کے حوالے کرنے کے لیے اس کا بالغ اور عاقل ہونا شرط قرار دیا گیا ہے لہذا اس سے پہلے بطور آزمانے کے بھی مال کو ان کے حوالے کرنا جائز نہیں ہے۔[25]

اس رائے کا جائزہ:

مندرجہ بالا آیت کی رو سے بچے کو کام کاج سے روکنا حتی کہ اس کو آزمانے کی بھی نفی کرنا سراسر آیت قرآنی کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس آیت میں صراحت کے ساتھ حکم دیا گیا ہے کہ بچے کو بالغ ہونے سے پہلے پہلے آزماؤ۔[26]

مذکورہ بالا بحث کے بعد یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ فریق اول کی رائے مبنی بر صواب معلوم ہوتی ہے۔ اگر ہم بچپن سے ہی بچوں کو کام کاج کی عادت ڈالیں تو ان کے اخلاق و کردار اور ان کی تربیت پر اس کا انتہائی مثبت اثر پیدا ہوتا ہے اور بچے کے

اندر خود اعتمادی پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بچے میں اوائل عمری سے ہی پیشہ وارانہ مہارت پیدا ہو گی جو کہ آج کے مادہ پرستانہ اور صنعت و حرفت کے دور میں انسان کا ایک قابل فخر جوہر ہے۔

اس کے علاوہ اگر معاشرتی طور پر اس کا جائزہ لیا جائے تو کتنے ہی خاندان ایسے ہیں کہ جن کے گذر بسر کا سارا مدار ان کے کم سن بچوں کی کمائی پر ہے۔ بعض امیر گھرانے بھی جو کہ جدی پشتی تجارت کے پیشہ سے وابستہ ہیں وہ اپنے بچوں کو بچپن ہی سے اپنے کاروباری معاملات سمجھاتے ہیں اور اپنی غیر موجودگی میں انہی بچوں ہی سے کاروباری معاملات چلاتے ہیں۔ اس صورت میں اگر بچے کو کام کاج سے روکا جائے تو اس سے ان افراد کی زندگی میں ایک بڑا حرج واقع ہوتا ہے اور ہم سب جانتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں حرج اور مشقت کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ اللہ تعالی بندوں کے لئے ہمیشہ آسانیاں بانٹنے کی ترغیب دی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ[27].

چونکہ متقدمین فقہائے اسلام کے زمانے کے حالات آج کل کے حالات سے انتہائی مختلف ہیں لہٰذا دور حاضر کے بہت سے فقہاء نے بچے سے کام لینے کے مسئلہ میں اختلاف کیا ہے۔

مبحث سوم

معاصر فقہاء کی رائے

پہلی رائے: بچوں سے کام لینا جائز ہے۔ یعنی چائلڈ لیبر جائز ہے۔

اس رائے کو دور حاضر کے علماء میں سے عبدالفتاح ادریس[28]، حسن ملا عثمان[29]، صالح علی[30]، احمد حسن[31] اور اسماعیل بدوی[32] نے اختیار کیا ہے۔

اس فریق کے دلائل کا خلاصہ ہم مندرجہ ذیل سطور میں پیش کرتے ہیں:

1: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: وَقُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ وَالْمُؤْمِنُونَ۔[33]

ترجمہ: اوران سے کہہ دو کہ عمل کئے جاؤ۔ خدا اور اس کا رسول اور مومن (سب) تمہارے عملوں کو دیکھ لیں گے۔

اس آیت سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس میں مطلق کام کرنے / عمل کرنے کا حکم ہے۔ اس میں کسی بڑے یا چھوٹے کی کوئی تفریق نہیں کی گئی ہے۔

2: ایک اور حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے مطلقاً کام کرنے کی ترغیب دی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے محنت مزدوری سے چور ہو کر شام کی تو اس کے گناہ معاف ہیں۔ من أمسي كالا من عمل يده أمسي مغفوراله۔[34]

اس حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے مطلقا کام کرنے کی ترغیب دی ہے، اس میں چھوٹے یا بڑے کی کوئی تفریق نہیں ہے،لہذا بچے بھی اس کے عموم میں داخل ہیں۔

جواب: مندرجہ بالا آیت قرآنی اور حدیث شریف بچوں کے کام کاج کے حق میں استدلال کرنا درست نہیں ہے۔ اگر بالفرض ان کی دلالت پر بات کی جائے تو زیادہ سے زیادہ ان سے کام کرنے کی ترغیب معلوم ہوتی ہے نہ کہ ان سے زبردستی کام لینے کی۔ دوسرا یہ کہ دونوں نصوص عام ہیں۔ عام اصول کے تحت ان سے کسی ایک خاص مسئلہ میں استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

3: صحیح امسلمؒ کی روایت ہے جس میں بچوں سے کام لینے کا بیان ہے۔

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَتَى عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، قَالَ: فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، فَبَعَثَنِي إِلَى حَاجَةٍ، فَأَبْطَأْتُ عَلَى أُمِّي، فَلَمَّا جِئْتُ قَالَتْ: مَاحَبَسَكَ؟ قُلْتُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ، قَالَتْ: لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا قَالَ أَنَسٌ: وَاللهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ.[35]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا اور مجھے کسی کام سے بھیجا جس کی وجہ سے مجھے گھر جانے میں دیر ہو گئی۔ جب میں گھر پہنچا تو والدہ نے دیر سے آنے کا سبب پوچھا تو میں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی کام سے بھیجا تھا اس لئے دیر ہو گئی۔ انہوں نے کہا کیا کام تھا، میں کہا کہ یہ ایک راز کی بات ہے۔ یہ سن کر والدہ نے کہا کہ بیٹا آپ ﷺ کا راز کسی کو بھی نہ بتانا۔ حدیث کے راوی حضرت ثابت فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ثابت خدا کی قسم اگر مجھے یہ راز کسی کو بتانا ہوتا تو تمہیں ضرور بتا دیتا۔

4:ایک اور حدیث جس کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی ہیں فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لئے جاتے تو میں اور ایک دوسرا لڑکا آپ ﷺ کے ساتھ ہو لیتے اور ہمارے پاس ایک لاٹھی اور استنجاء کرنے کے لئے مشکیزے میں پانی ہوتا تھا۔[36]

یہ دونوں حدیثیں بالکل صراحت کے ساتھ بچوں سے کام لینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں چاہے اجرت دے کر کام لیا جائے یا بغیر اجرت کے۔

جواب:

ان دونوں حدیثوں سے بھی بچوں کے کام پر استدلال درست نہیں ہے۔ کیونکہ ان بچوں کو بہت ہی سادہ اور عام نوعیت کے کام سونپے گئے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ذکر ہوا ہے۔ دوسرا یہ کہ یہ کام کوئی روزمرہ کے اوقات کے ساتھ خاص نہیں تھے بلکہ کبھی کبھار ہی وقوع پذیر ہوئے۔ اس خدمت کو آج کل کے مروجہ چائلڈ لیبر جیسے سخت اور مشکل کاموں سے کوئی نسبت نہیں ہے۔ مزید یہ کہ آج کل کے کام ہمارے بچوں کی جسمانی اور ذہنی صحت کو تباہ کرنے کا باعث بن رہے ہیں۔ نبوی طریق تربیت سے آج کل کے بگاڑ کو کوئی نسبت نہیں ہے۔ وہ کام جن کا ذکر آیا ہے وہ تو بچوں کو سنوارتے تھے اور آج بالعموم بچوں کی زندگی کو بگاڑنے کا سبب بن رہے ہیں۔

عقلی دلیل:

1: بعض علماء کے نزدیک بچوں میں بڑوں کی نسبت کام کرنے کی زیادہ صلاحیت ہوتی ہے، خاص طور پر وہ کام جو عام نوعیت کے ہوں اور جنہیں بار بار کرنا پڑتا ہو۔[37]

2:اور بعض اہل علم کے ہاں اگر بچوں کو بچپن ہی سے کام کاج اور ذمہ داریاں نہ سونپی جائیں تو وہ بڑے ہو کر عملی زندگی کی مشکلات کا اچھے طریقے سے سامنا نہیں کر سکیں گے۔[38]

3:اور علماء نفس کے نزدیک بچوں سے کام لینے کے کچھ مثبت پہلو ہیں، جن میں سے بعض یہ ہیں:

الف: خاندان کی ماہانہ آمدن میں اضافہ۔[39]

ب: دوسروں کی نظر میں لائق احترام ہونا اور معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جانا۔[40]

ج: بچے کا چھوٹی عمر سے ہی کوئی صنعت و حرفت سیکھنا جو اسے مستقبل میں معاشی طور پر مضبوط بنائے گی۔[41]

د: عملی معاملات میں ذمہ داری کا ثبوت دینا

مذکورہ بالا عقلی دلیل کا جواب:

1: یہ بات کلی طور پر معقول نہیں ہے کہ بعض بچے بڑوں کی نسبت زیادہ صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ ایسے چند استثنائی کیسز تو ہو سکتے ہیں لیکن ان کو عموم پر محمول کرنا مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ عام مشاہدے اور تجربے کی بات ہے کہ بڑوں کی صلاحیتیں چاہے وہ جسمانی ہوں یا ذہنی بچوں سے کئی گنا بڑھ کر اور افضل ہوتی ہیں۔ اسی لئے شریعت نے اپنے احکام کا مکلف بروں کو ٹھہرایا ہے نہ کہ بچوں کو۔

2: جہاں تک اس دلیل کا تعلق ہے کہ اگر ہم بچوں کو بچپن ہی سے مختلف کام اور ذمہ داریاں نہیں سونپیں گے تو وہ بڑے ہو کر زندگی کی مشکلات کا سامنا نہیں کر سکیں گے تو اس کا جواب یہ ہے کہ بچپن کی سختی فائدہ مند ہونے کے بجائے نقصان کا باعث بنتی ہے اور بچے کی شخصیت میں بسا اوقات بچپن ہی سے احساس محرومی اور کمتری کے جذبات پروان چڑھ کے زندگی کو اس کے لئے مزید مشکل تر بنا لیتے ہیں۔ دوسری بات بچپن میں ہماری بچے ہماری محبت اور توجہ کے زیادہ مستحق ہوتے ہیں کہ یہ بچے تو وہ نازک کلیاں ہیں کہ اگر ایک بار مرجھا گئیں تو پھر زندگی بھر کی کوشش بھی ان کی شخصیت میں نکھار نہ لا سکے گی۔

3: البتہ اگر نفسیاتی فوائد کی بات کی جائے تو یقیناً کچھ ظاہری فائدے جیسے خاندان کی آمدن میں اضافہ یا ہنر کا سیکھنا تو ان سطحی اور وقتی فوائد کو بہت سارے منفی نقصانات سے کوئی نسبت نہیں ہے جو بچپن کی سخت زندگی اور محنت مشقت کے نتیجے میں بچے کی زندگی پر مرتب ہوتے ہیں۔ لہٰذا شریعت کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ جس چیز کے مفاسد اس کے محاسن سے زیادہ ہوں بھی تو بطور سد ذرائع کے اس سے اجتناب ضروری ہوتا ہے۔

دوسری رائے: بچوں سے کام لینا جائز نہیں ہے۔ یعنی کہ چائلڈ لیبر مطلقاً ناجائز ہے۔

دور حاضر میں جن علماء نے اس رائے کو اختیار کیا ہے ان میں سے نمایاں شخصیت علامہ محمد مبارک[42] اور عبد اللطیف بن سعید الغامدی[43] ہیں۔ ان حضرات کے دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

1: قرآن کریم سے: اللہ تعالی کا ارشاد ہے: لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا.[44]

"خدا کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔"

اس آیت سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی ہر انسان کی اس کی صلاحیتوں کے مطابق ہی مکلف بناتے ہیں اور بچے چونکہ ہوتے ہی کمزور ہیں لہذا ان کے ناتواں وجود محنت مشقت والا کام انجام دینے کے قابل نہیں ہیں۔[45]

اس دلیل کا جواب:

مندرجہ بالا آیت سے چائلڈ لیبر پر استدلال درست نہیں ہے۔یقیناًاللہ تعالی ہر انسان کو اس کی طاقت کے دائرہ کار ہی میں آزماتا ہے لیکن جہاں تک بچوں کی محنت مشقت کا تعلق ہے تو ان معصوموں کو وہی کام انجام دینا مناسب ہے جو ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں سے ہم آہنگ اور مناسب بھی ہے۔اگر ہم اعتدال کے ساتھ اور معقول توازن سے بچے سے کام لیں گے تو یقیناً بڑا ہو کر وہ معاشرے کا ایک مفید شہری بنے گا بصورت دیگر اس کی زندگی ہمہ رنگ فساد اور بگاڑ سے بچ نہیں سکتی۔

2: سنت رسول ﷺ سے:

1: عن ابن عمر رضي الله عنه قال: «عرضت على رسول الله صلى الله عليه وسلم في جيش وأنا ابن أربع عشرة فلم يقبلني، فعرضت عليه من قابل في جيش وأنا ابن خمس عشرة فقبلني-(46)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں جس وقت چودہ سال کا تھا تو مجھے ایک لشکر میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے میری شرکت قبول نہ فرمائی۔

جواب: چونکہ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ -جو کہ اس وقت بچے تھے- جنگ میں ساتھ چلنے سے منع کیا اور جہاد بھی چونکہ ایک کام ہی ہے تو اس بناء پر چھوٹے بچوں کو دوسرے مشقت والے کاموں میں بھی استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔وجہ اس کی یہ ہے کہ چھوٹا بچہ جسمانی، ذہنی اور نفسیاتی طور پر اس قابل نہیں ہوتا کہ وہ یہ مشکل کام انجام دے سکے۔

جواب:

مزید یہ کہ اس حدیث پاک سے بچوں کے کام پر قطعی ممانعت کا حکم لگانا درست نہیں ہے۔کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ کو اس لئے جنگ میں ساتھ چلنے کی اجازت نہین دی کہ ابھی وہ چھوٹے بچے تھے اور جنگ جیسا پر مشقت کام ان کے بچپنے کے مناسب حال نہ تھا۔ لیکن اس میں یہ کہاں ملتا ہے کے بچوں سے سرے سے کام ہی نہ لیا جائے؟ بلکہ اسوہ نبوی ﷺ سے تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بچوں کے ذمے وہی کام لگاتے تھے جن کے کرنے کی ان میں بدنی اور ذہنی صلاحیت ہوتی تھی۔مثال کے طور پر مندرجہ ذیل احادیث دیکھئے۔

الف: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لِأَبِي طَلْحَةَ: «التَمِسْ غُلاَمًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِي حَتَّى أَخْرُجَ إِلَى خَيْبَرَ» فَخَرَجَ بِي أَبُو طَلْحَةَ مُرْدِفِي، وَأَنَا غُلاَمٌ رَاهَقْتُ الحُلُمَ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذَا نَزَلَ... إلى آخره.(47)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے غزوہ خیبر کا قصد فرمایاتوابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے فرمایاتواپنے بچوں میں سے کسی بچے کو تلاش کرو جو اس سفر میں میری خدمت کر سکے۔ تو میں ابو طلحہ کے ساتھ روانہ ہو پڑااور اس وقت میں قریب البلوغت تھا۔ پھر جہاں بھی رسول اللہ ﷺ پڑاؤ کرتے تھے تو میں ان کی خدمت بجالاتا تھا۔۔۔الی آخرہ۔

اس حدیث مبارکہ سے صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے کے چھوٹے بچے جو بالغ ہونے کے قریب ہوں توان سے ایسے کام لیناجائز ہے جوان کی عمراور جسمانی وذہنی صلاحیتوں سے ہم آہنگ ہوں۔

ب: عن ابن عباس، يرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم قال: " ليس منا من لم يوقر الكبير، ويرحم الصغير ويأمر بالمعروف، وينهى عن المنكر.(48)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے اور ہمارے بچوں پر شفقت نہ کرے، اور جو نیکی کا حکم نہ دے اور برائی سے نہ روکے۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ چھوٹے بچوں پر رحمت اور شفقت کا حکم دیا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ان کو مشقت والے کاموں میں لگانا سراسر رحمت اور شفقت کے خلاف ہے۔ ان کے ناتواں جسم ان ذمہ داریوں کو برداشت کرنے کے اہل نہیں ہو سکتے۔

اس حدیث مبارکہ کا جواب یہ ہے کہ اس میں بچوں پر رحمت اور شفقت کا عمومی بیان ہے۔ بچہ مزدوری جیسے خاص معاملے میں اس سے استدلال درست نہیں ہے اور یہ بھی ملحوظ رہے کہ بچوں سے ان کی عمر اور صلاحتوں کے مطابق چھوٹا موٹا کام لینا شفقت اور رحمت کے خلاف نہیں ہے بلکہ یہ شفقت اور محبت ہی کا تقاضا ہے کہ بچپن سے یہ ان کی تعلیم وتربیت کا خیال رکھا جائے اور اس طرح کے کام ان کی تربیت ہی کا حصہ ہیں۔ بلکل ایسی ہی بات ہمیں ایک حدیث میں ملتی ہے۔

عن المعرور بن سويد، قال: لقيت أبا ذر بالربذة، وعليه حلة، وعلى غلامه حلة، فسألته عن ذلك، فقال: إني ساببت رجلا فعيرته بأمه، فقال لي النبي صلى الله عليه وسلم: «يا أبا ذر أعيرته بأمه؟ إنك امرؤ فيك جاهلية، إخوانكم خولكم، جعلهم الله تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده، فليطعمه مما يأكل، وليلبسه مما يلبس، ولا تكلفوهم ما يغلبهم، فإن كلفتموهم فأعينوهم-(49)

حضرت معرور بن سویدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں ربدۃ کے پاس حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملا تو دیکھا کہ آپ نے اور آپ کے غلام نے ایک ہی طرح کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جب میں نے حقیقت حال معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ مین نے ایک شخص کو گالی دیتے ہوئے اس کی ماں کو برا بھلا کہا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر تمہارے اندر ابھی بھی جاہلیت کی خصلت باقی ہے۔ یہ تمہارے غلام تمہارے ہی بھائی بند ہیں۔ اللہ نے ان ک تمہارے ماتحت کیا ہے۔ تم میں سے جس شخص کا غلام ہو تو اسے چاہئے کہ اسے بھی ااہی کچھ کھلائے پلائے جو وہ خود کھاتا ہے، اپنے جیسالباس پہنائے، اور تم ان کو ایسے کام مت سونپو جو ان کے بس میں نہ ہوں، اور اگر تم نے ان کے ذمے سخت کام لگاناہی ہے تو ان کی مدد کرو۔

اس حدیث میں ہمیں غلام اور خادم کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرنے کا سبق ملتا ہے۔ اس لحاظ سے چھوٹے بچے تو بدرجہ اولی اس بات کے مستحق ہیں کہ کام کاج لینے مین ان کے ساتھ انتہائی رحمت کا مظاہرہ کیا جائے۔

ج: عن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «كُلُّكُمْ رَاعٍ، وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ... إلى آخره.(50)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

اس حدیث میں والدین کو بچوں کی پرورش اور نگہداشت کا ذمہ دار قرار دیا گیا ہے۔ لہذا یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی تعلیم اور تربیت میں انتہائی کوشش سے کام لیں۔ اب وہ بچہ جو اپنے آپ کو سنبھالنے کے قابل نہ ہو تو بھلا وہ کیونکر اس قدر محنت و مشقت والے کام سرانجام دے سکتا ہے۔ یہ سراسر ان کے بچپنے کے منافی اقدام ہو گا۔

اس حدیث سے بھی بچے کے کام کی کلی طور پر نفی نہیں ہوتی بلکہ اس میں تو والدین کو اس بات کا پابند کیا گیا ہے کہ وہ بچے کی جسمانی، عقلی، روحانی اور اخلاقی ہر اعتبار سے تعلیم و تربیت کا خیال رکھیں، لہذا اگر والدین بچوں سے رحمت اور شفقت کے ساتھ ایسے کام سکھاتے ہیں جو ان کی جسمانی اور عقلی صلاحیتوں کے مطابق ہوں تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔(51)

د: قال عثمان بن عفان رضي الله عنه لاتكلفوا الصبيان الكسب فإنكم متي كلفتموهم الكسب سرقوا.(52)

اس سلسلے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا فرمان ہے کہ اپنے بچوں کو بچپن ہی سے کام کاج میں مت لگاؤ ورنہ ان کو چوری کرنے کی عادت پڑ سکتی ہے۔

اس قول میں بھی صراحت کے ساتھ بچوں سے کام لینے سے روکا گیا ہے۔ کیوں کہ بعض اوقات اس کام کی آڑ میں بچوں میں اخلاقی بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور ان میں مجرمانہ ذہنیت پنپنے لگتی ہے، جو کہ سراسر ان کی دینی اور اخلاقی تربیت کے خلاف ہے۔

لیکن اس قول سے بھی استدلال جائز نہیں ہے کیونکہ اولا تو یہ اثر ضعیف ہے اور امام بیہقیؒ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔(53) اور دوم یہ کہ اس قول میں تو محض امکان کا ذکر ہے۔

3: عقلی دلیل:

چھوٹے بچوں سے اس بناء پر بھی کام لینا درست نہیں ہے کہ ابھی ان کی جسمانی اور عقلی پرورش مکمل طور پر نہیں ہوئی ہوتی اور اگر ان کو اسی عمر میں کام میں کھپایا گیا تو بہت بڑا خلا ان کی اخلاقی تربیت میں بھی رہ جائے گا۔(54)

بعض ماہرین نفسیات اور ڈاکٹر حضرات کے نزدیک اگر چھوٹی عمر سے ہی بچے سے کام لینا شروع کر دیا جائے تو اس کے نتیجے میں اس کی جسم اور اخلاق پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

1: بچہ اپنے بچپن ہی سے تعلیم و تربیت اور کھیل کود جیسی مثبت سرگرمیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔(55)

2: بچپن میں کام کاج کے نتیجے میں ان کی صحت کو بہت سارے امراض کا سامنا رہتا ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:(56)

الف: وزنی چیزیں اٹھانے کے نتیجے میں کمر درد اور ریڑھ کی ہڈی میں کمزوری۔

ب: بلند عمارتوں کی تعمیر کے دوران اونچائی سے گرنے کا خطرہ۔

ج: زہریلی گیسوں کا سانس کی نالی کے ذریعے داخل ہونا۔
د: مسلسل محنت اور مشقت کے نتیجے میں تھکاوٹ اور چڑچڑا پن۔
ہ: تیز دھار آلات کے استعمال سے جسمانی زخم اور بعض اوقات اعضاء کے تلف ہونے کا خطرہ، خصوصاً اس صورت میں یہ مسئلہ اور بھی زیادہ سنگین بن جاتا ہے جبکہ حفاظتی تدابیر نہ اختیار نہ کی جائیں۔
3: جسمانی اثرات کے علاوہ بعض اوقات انہیں دوسرے امراض کا بھی سامنا رہتا ہے۔[57] مثلاً
الف: شدید شور میں کام کرنے سے بہرہ پن اور ذہنی کوفت میں مبتلا ہونے کا خطرہ۔
ب: لوہے اور شیشے کی فیکٹریوں میں شدید گرمی میں کام کرنے سے جلدی بیماریوں کا سامنا۔
ج: کم روشنی اور اندھیرے ماحول میں کام کرنے سے نظر کی کمزوری کا سامنا۔
د: کیمیائی مواد کی وجہ سے زہریلے مادے جسم میں داخل ہو کر مختلف بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔
ہ: کھیتوں، فصلوں اور باغات میں سانپوں اور زہریلے کیڑوں کا سامنا۔
و: شدید دھوپ یا شدید سردی میں کام کرنے کے نقصانات۔
ز: ننگے پاؤں کام کرنے سے پیروں کی جلد کی خرابی اور خاص طور پر پاؤں کی انگلیوں میں ٹیڑھے پن کا خطرہ۔
ح: جانوروں کو چرانے کے نتیجے میں مویشیوں کے امراض کی چھو لگنے کا خطرہ۔
4: کام کے دوران ناقص غذا پر اکتفاء کرنا جس سے بچے کی جسمانی صحت پر انتہائی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔[58]
5: بعض اوقات بچوں کو چھوٹی عمر میں ہی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا ہے جس کے انتہائی مہلک اثرات ان کے جنسی اعضاء اور اخلاق میں گراوٹ کے طور پر ظاہر ہوتے ہیں۔
6: ریاست کو اقتصادی طور پر پیشہ ورانہ مہارت رکھنے والے مزدوروں کی کمی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، کیونکہ بچوں میں بغیر تعلیم و تربیت کے مطلوبہ صلاحیتیں پیدا نہیں ہو پاتی جو مسابقت کے اس دور میں قومی زندگی کے لئے انتہائی ناگزیر ہیں۔ اس کے نتیجے میں ریاست کو باہر سے کرائے کے مزدور لانے پڑتے ہیں جس سے ریاست پر ایک اضافی بوجھ پڑتا ہے۔[59]
7: کام کاج اور سخت محنت مشقت کے باوجود بچوں کو ان کی محنت کا پورا معاوضہ نہیں دیا جاتا بلکہ حریص طبقہ بڑے مردوں کی بنسبت چھوٹے بچوں کو ہی کام پر ترجیح دیتے ہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ چھوٹے بچے خاندانی مجبوریوں کی وجہ سے کم اجرت پر کام کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ رویہ سراسر چھوٹے بچوں کے ساتھ ظلم اور ناانصافی ہے۔[60]

8: بچپن سے ہی شدید کام کاج کے باعث بچے کی شخصیت پر نفسیاتی طور پر انتہائی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں خاص خاص یہ ہیں:(61)

الف: دوسروں کے خلاف انتقام کا جذبہ پیدا ہونا۔

ب: خاندان کے خلاف دل میں نفرت پیدا ہونا۔

ج: اپنے سے آگے بڑھنے والے اور کامیاب ساتھیوں کے خلاف دل میں حسد، بغض اور کینہ پیدا ہونا۔

د: نشہ بازی کی عادت کا لگنا۔

ہ: برے ساتھیوں کی صحبت اور اس کے نتیجے میں جرائم کا عادی ہونا۔

اس عقلی دلیل کا جواب:

یہ دلیل کہ ان کی اخلاقی تربیت مکمل ہونے سے پہلے پہلے ان سے کام لینا جائز نہیں ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ بچوں سے ان کے مناسب حال کام لینے میں ہی ان کی جسمانی، ذہنی اور اخلاقی تربیت پروان چڑھتی ہے۔ ورنہ تو بچے صرف ناکارہ اور والدین کے لئے بوجھ ہی بن جائیں گے کہ جن کی ہر ضد کو پورا کرنا والدین کی مجبوری بن جائے گی۔

رہی بات بچوں کے کام کاج کے نتیجے میں ان پر منفی اثرات پڑنے کی تو ہر کام میں مثبت اور منفی دونوں پہلو ہوتے ہیں۔ جو پہلو بھی غالب ہوگا عرف میں اسی کا اعتبار کیا جائے گا، اگر مثبت پہلو غالب ہے تو مثبت کا حکم لگایا جائے گا اور اگر منفی پہلو غالب ہے تو معاملہ اس کے برعکس ہوگا۔ لہذا ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئے کہ منفی پہلوؤں کا خاتمہ ہو اور مثبت پہلو زیادہ سے زیادہ ابھر کر سامنے آئیں۔ اس سلسلے مین ان ہدایات کا ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے جن کا بیان آگے آ رہا ہے تاکہ بچے کے حقوق میں کسی قسم کی تلفی نہ ہونے پائے اور زیادہ سے زیادہ اس کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کو پنپنے کا موقع ملے۔

راجح قول:

مندرجہ بالا فریقین کے دلائل کا جائزہ لینے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ بچوں سے کام لینا جائز تو ہے۔ لیکن یہ جواز اصل نہیں ہے بلکہ بطور ضرورت اور استثناء کے ہے۔ مطلقا جائز تو نہیں کہا جا سکتا اس لئے کہ جن مفاسد کا اوپر ذکر ہوا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ اور مطلقا ناجائز کہنا بھی درست نہیں ہے اس لئے کہ جواز پر بھی خاصے دلائل ہیں۔ لہذا راجح بات یہ ہے کہ بچے کے احوال، عرف اور بچے کے مستقبل پر اثر انداز ہونے والے عوامل کے پیش نظر ہی اس پر رائے قائم کی جاسکتی ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اصل میں یہ عمر بچے کی تعلیم و تربیت اور اس کی ذہنی اور جسمانی نگہداشت کی ہے نا کہ

اسے کام میں جوتنے کی۔ پھر اگر بچہ کام کرتا بھی ہے تو یہ بطور مستحب کے ہوگا نہ کہ واجب کے۔ اس قول کے اپنانے کی جو وجوہ ہیں ان کو ہم ذیل میں بیان کرتے ہیں:

1: نبی اکرم ﷺ سے کئی صحیح احادیث وارد ہیں جو کہ بچے سے کام لینے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں، جن میں سے بعض کا تذکرہ مندرجہ بالا سطور میں ہو گیا ہے۔

2: صحیح بخاریؒ میں ایک حدیث ہے:

عن أنس رضي الله عنه، قال: قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة ليس له خادم، فأخذ أبو طلحة بيدي، فانطلق بي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يا رسول الله، إن أنسا غلام كيس فليخدمك، قال: «فخدمته في السفر والحضر، ما قال لي لشيء صنعته لم صنعت هذا هكذا؟ ولا لشيء لم أصنعه لم لم تصنع هذا هكذا؟[62]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے آئے تو آپ کے پاس کوئی خادم نہیں تھا۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے گئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ انس انتہائی ذہین بچہ ہے، آپ اسے اپنی خدمت کے لئے رکھ لیجئے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی سفر اور حضر دونوں میں خدمت کی، اس عرصے میں کبھی آپ ﷺ نے یہ بھی نہ فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا ہے یا فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

اس حدیث میں بچوں سے کام لینے کا واضح جواز موجود ہے۔ بلکہ امام مسلمؒ کی روایت میں ذکر ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی۔[63] اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ عمل مسلسل تھا نا کہ چند روز کے لئے۔

3: دعوت اسلامی کی شروعات سے لیکر غلامی کے خاتمے تک مسلمانوں نے چھوٹے غلام بچوں کو اپنی خدمت کے لئے رکھا۔ اور بالفرض یہ ممنوع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ضرور اس پر صحابہ کو منع فرماتے۔

4: کئی فقہاء نے بچوں کے کام کے جواز پر فتوے صادر فرمائے ہیں۔ یہ تک کہا ہے کہ بچہ اگر کمانے کے قابل ہے تو ولی کے ذمے اس کا کوئی خرچہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ بنیادی اصول یہ ہے کہ انسان اپنا مال اپنی ذات پر خرچ کرے چاہے چھوٹا ہو یا بڑا۔[64] دوسری

بات یہ کہ ولی کے ذمہ بچوں کا نان نفقہ تب واجب ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے محتاج ہوں لیکن اگر بچے غنی ہوں تو کوئی نان نفقہ کی صورت نہیں ہوتی۔ [65] یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم فقہائے کرام کی چند آراء کو یہاں نقل کریں۔

1: ابن ہمام شرح فتح القدیر میں رقمطراز ہیں: دوسری صورت یہ ہے کہ والد تو امیر ہو اور بچے چھوٹے ہوں۔ پھر یا تو مالدار ہونگے یا فقیر۔ اگر وہ مالدار نہیں ہیں تو کمانے کی عمر کو پہنچنے تک باپ کے ذمے ان کا نان ونفقہ ہے اگرچہ بالغ نہ بھی ہوئے ہوں۔ اس صورت میں باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ انکو کمانے پر لگائے اور ان کی کمائی میں سے ہی ان پر خرچ بھی کرے، لیکن بیٹی کے معاملے میں باپ ایسا نہیں کر سکتا۔ [66]

2: علامہ عینی عمدۃ القاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت والی حدیث کے تحت فرماتے ہیں کہ وفيه: جواز استخدام الحر الصغير الذي لا يجوز أمره. [67]

3: علامہ خرشی اپنی کتاب شرح مختصر خلیل میں فرماتے ہیں کہ باپ کے ذمے ان بچوں کا نفقہ واجب ہے جن کے پاس نہ کوئی مال ہو اور نہ ہی وہ کوئی ہنر جانتے ہوں جس سے کما سکیں یہاں تک کہ وہ عاقل بالغ ہو کر کمانے لگ جائے، لیکن ایسے بچے جن کے پاس مال ہے یا وہ کوئی ہنر جانتے ہیں تو باپ کے ذمے سے ان کا نان نفقہ ساقط ہو جائے گا۔ [68]

4: علامہ شربینی مغنی المحتاج میں فرماتے ہیں: ولی کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس کا جو بچہ کمانے کے قابل ہو اس کو کام پر لگائے اور وہ اس کی کمائی میں سے اس پر خرچ کر سکتا ہے۔ [69]

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک بچے کے لئے جائز ہے کہ وہ ہنر مند اور کمانے والا ہو اور اس کمائی سے اپنا خرچہ پانی چلا سکتا ہے۔

خاتمہ

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو بہت سارے لوگ اس مسئلہ میں افراط اور تفریط کا شکار ہیں۔ کوئی بچہ مزدوری کو قطعا حرام قرار دیتا ہے تو کوئی اسے بالکل مباح اور حالات کے تناظر میں دیکھتے ہوئے جائز قرار دیتا ہے۔ ہم مقالہ ہذا میں قرآن وسنت اور فقہائے اسلام کے اقوال کی روشنی میں اس قضیہ کی حدود اربعہ اور مبنی بر اعتدال مسلک کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔

جب یہ ثابت ہو گیا کہ شریعت کی رو سے ایک بچہ کام کاج کر سکتا ہے تو ضروری ہے کہ ہم ایسے اصول وضوابط طے کریں کہ جن سے کام کرنے والوں بچوں کے حقوق کا تحفظ ہو، مثبت انداز میں کام کے ساتھ ساتھ ان کی ذہنی اور جسمانی تربیت ہو اور زیادہ سے زیادہ منفی پہلوؤں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ ذیل میں ہم اختصار کے ساتھ ان کو بیان کرتے ہیں۔

1: ایسے کاموں سے بچوں کو دور رکھنا جو کہ بذات خود شرعی طور پر ناجائز اور حرام ہیں۔ مثال کے طور پر: شراب اور نشہ آور چیزوں کی تیاری وغیرہ۔ اسی طرح ہر وہ کام جو کسی حرام کا باعث بنے گا وہ بھی حرام قرار پائے گا۔[70]

2: بچہ عقلی طور پر پختہ ہو کہ صحیح اور غلط، نفع ونقصان اور خیر وشر میں فرق کر سکے۔[71] لیکن اگر بچہ اس حد تک ذہین نہیں ہے اور وہ معاملات کے فہم سے قاصر ہے تو شرعاً ایسے بچے کے تصرفات نافذ العمل نہیں ہوتے۔[72] اور ممکن ہے کہ عقلی شعور کی عمر کا تعین سات سال کی عمر سے کیا جائے کہ اسی عمر سے بچے کو نماز سکھانے کی ترغیب دی گئی ہے۔[73]

3: بچے کے کام کے نتیجے میں اس کا فائدہ ظاہری طور پر بچے کو ہی ہو، جیسے کہ اس کا کوئی علم وہنر سیکھنا وغیرہ محض کام برائے کام نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں رہ کر علم وادب سیکھا۔

4: بچے کے کام کی نوعیت، کام کی مدت اور اس پر ملنے والی اجرت کا تعین کام شروع کرنے سے پہلے ہونا چاہئے ایسا نہ ہو کہ بچہ سے ہر طرح کے کام بھی لئے جائیں اور وقت کی کوئی حد بندی بھی نہ کی گئی ہو اور اوپر سے مسکین کو پیسہ بھی نہ دیا جائے۔ یہ سراسر بچہ کا استحصال ہو گا۔

5: بچے کا کام اس کی تعلیم وتربیت مین رکاوٹ نہ بنے۔ بلکہ آج کل کے دور میں تو ان پڑھ آدمی کے لئے معاشرے میں کوئی جگہ ہی نہیں ہے۔ اس لیے بچوں کے لیے تعلیم کا حصول فرض کے درجے میں ہونا چاہئے۔[74]

6: بچے کا کام اس کے اخلاق میں فساد کا باعث نہ بنے۔ یہ والدین کی ذمہ داری ہے کہ اپنے بچوں کی اخلاقی تربیت کا لحاظ رکھیں کہ بچہ کام کی جگہ سے کیسی عادات اور کیسے الفاظ سیکھ رہا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ غلط صحبت کا شکار ہو کر بری عادات اور چوری چکاری کی لت کا شکار ہو گیا ہے۔ والدین کو اس سلسلے میں بالکل بھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔

7: کام کے ساتھ ساتھ بچے کو کھیل وتفریح کا مناسب موقع اور وقت ملنا چاہئے۔ کیونکہ اصل میں یہ عمر بچے کی اخلاقی تربیت اور اس کی ذہنی اور جسمانی نشو ونما کی ہے نا کہ کام کاج کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھوٹی عمر میں بچے کا کھیل کود اور بھاگ دوڑ کرنا بڑی عمر مین اس کے عقل مند بننے کا باعث بنتا ہے۔ غرامة الصبي في صغره زيادة في عقله في كبره۔[75]

8: بچوں سے وہی کام لیا جائے جس کے کرنے کی ان میں صلاحیت ہو، جو ان کی جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں سے مناسب حال ہو۔

9: حدیث پاک میں ہے کہ اگر کوئی آدمی قرض یا بے سہارا بچے چھوڑے تو میں ان کا مولیٰ (سرپرست) ہوں گا۔ یہ ذمہ داری آج کے مسلم حکمرانوں پر بھی ہے۔ اگر حکمران اپنے فرائض سرانجام دیں اور بیت المال اور سرکاری خزانے سے ایسے بے سہارہ خاندانوں کی مدد کریں جن کا کمانے والا کوئی نہ ہو تو چائلڈ لیبر کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

[1] ابوعیسی ترمذی، سنن الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجآء فی رحمۃ صبیان، ج: 4، ص: 321، حدیث نمبر: 1919، ط: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی – مصر، 1975م

[2] القرآن، 2: 282

[3] ابوداؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الحدود، ج2، ص357۔

[4] ابویعلی موصلی، مسند ابی یعلی، مسند انس بن مالک، ج6، ص316، حدیث نمبر(3624)، ط: دارامون للتراث۔دمشق، 1984م۔

[5] مسلم، صحیح مسلم، کتاب فضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ احسن خلقا، ج4، ص1804، حدیث نمبر(2309)

[6] https://www.unicef.org/infobycountry/stats_popup9.html 18/11.2017.

[7] http://www.ilo.org/ipec/facts/lang--en/index.htm 18/11/2017.

[8] ابن الہمام: کمال الدین(ت 681ھ/1282م)، شرح فتح القدیر، بیروت دار الفکر، ط2، ج9، ص311۔ / نظام: الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیہ، بیروت، داراحیاءالتراث العربی، ط4، 1986م، ج4، ص:410

[9] ابن رشد: محمد، بدایۃ المجتھد ونھایۃ المقتصد، بیروت، دارالمعرفہ، ط9، 1988م، ج2، ص283۔/علیش: محمد بن احمد، (ت1299ھ/1881م)، منح الجلیل شرح مختصر العلامہ خلیل، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ط1، 1424ھ، ج7، ص285۔

[10] البھوتي: منصور بن یونس(ت1051ھ/1641م)، کشاف القناع عن متن الاقناع، بیروت، عالم الکتب، ج3، ص172-173

المرداوي: علي بن سلیمان (ت885ھ/1480م)، الِانصاف في معرفۃ الراجح من الخلاف، تحقیق محمد حسن الشافعي، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ط1997، م1، ج6، ص36

[11] ابن حزم: علي بن أحمد(ت456ھ/1063م)، المحلی بالآثار، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ط1988، م1، ج7، ص507

[12] اطفیش، محمد یوسف، شرح النیل وشفاء الغلیل، المطبع السلفیہ، ہ، ج5، ص4

[13] الطبطبائيَ: محسن، مستمسک العروۃ الوثقی، بیروت، داراحیاءالتراث العربي، ج12، ص38

[14] القرآن، 4: 6

[15] المرداوي :الِانصاف في معرفہ الراجح من الخلاف، ج6، ص36

[16] الشربیني: محمد الخطیب)ت977ھ/1641م(، مغني المحتاج اِلی ألفاظ المنھاج، بیروت، دارالفکر، ج2، ص7

[17] القرآن، 2: 275

[18] البابرتي: محمد بن محمود(ت786ھ/1384م)، العنایہ شرح الھدایہ، بیروت، دارالفکر، ط2، ج9، ص311۔ مطبوع مع شرح فتح القدیر

[19] ابن الھمام: شرح فتح القدیر، ج9، ص3

[20] الحصني: کفایہ الأخیار، ص2

[21] الحصني: أبو بکر بن محمد (ت829ھ/1425م)، کفایۃ الأخیار في حل غایۃ الاختصار، تحقیق علي أبو الخیر ومحمد وہبی، دمشق، دار الخیر، ط2001، م3، ص280

الماوردي: علي بن محمد(ت450ھ/1058م)، الحاوي الکبیر، تحقیق علي معوض وعادل عبد الموجود، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ط1، 1994م، ج7، ص391

[22] القرآن، 4: 5

[23] الشربینی: محمد الخطیب، مغنی المحتاج الی الفاظ المنھاج، ج2، ص7

[24] العینی: محمود بن احمد (ت855ھ/1401م)، البنایۃ شرح الھدایۃ، تحقیق ایمن صالح، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ط1، 2000م، ج11، ص175

[25] حوالہ بالا۔

[26] البھوتی: کشاف القناع، ج3، ص173

[27] القرآن، 22: 78

[28] ادریس: عبد الفتاح، عمالۃ الاطفال من وجھۃ نظر اسلامیۃ۔www.islamonline.com 23/11/2005.

[29] عثمان: حسن ملا، الطفولۃ فی الاسلام مکانتھا واسس تربیۃ الطفل، الریاض، دار المریخ، ص73

[30] د/العلی: عناصر الانتاج، ص210

[31] حسن: احمد، نظریۃ الاجور فی الفقہ الاسلامی، دمشق، دار اقرا، ط1، 1422ھ، ص23

[32] البدوی: اسماعیل ابراہیم، عناصر الانتاج فی الفقہ الاسلامی والاقتصاد الوضعی، دراسۃ مقارنہ، الکویت، مجلس النشر العلمی (جامعہ کویت)، 1423ھ، ص192

[33] القرآن، 9: 105

[34] الھیثمی: مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج4، ص63

[35] مسلم: مسلم بن حجاج (ت261ھ/874م)، صحیح مسلم، کتاب فضائل صحابہ، باب من فضائل انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حدیث نمبر: 2482

[36] البخاری، صحیح البخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ الی العنزۃ، حدیث نمبر 500

[37] ادریس: عمالۃ الاطفال من وجھۃ نظر اسلامیۃ۔www.islamonline.com 23/11/2005

[38] عثمان: الطفولۃ فی الاسلام مکانتھا واسس تربیۃ الطفل، ص73

39 زید، عمالۃ الاطفال فی الضفۃ الغربیۃ، ص83

40 الهلالات: خلیل ابراہیم، عمالۃ الاطفال فی القطاع السیاحی فی مدینۃ البتراء، رسالۃ ماجستر، جامعہ اردن، عمان، ص83

41 ایضا: ص25-26اور119

42 المبارک: محمد، نظام الاسلام-الاقتصاد مبادیٔ و قواعد عامۃ، بیروت، دارالفکر، ط1981، 3م، ص61، 60۔

43 الغامدی: عبداللطیف بن سعید، حقوق الانسان فی الاسلام، الریاض، مکتبۃ الملک فہد الوطنیۃ، ط2000، 1م، ص263۔

44 القرآن، 2: 286

45 الغامدی، حقوق الانسان، ص237

46 ابو عیسی ترمذی، سنن ترمذی، ابواب احکام، باب ماجاء فی حد بلوغ الرجل والمراۃ، ج3، ص633، حدیث نمبر1361، مصر، شرکۃ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی، ط2، 1975م

47 البخاری: صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب من غزا بصبی للخدمۃ، ج4، ص36، حدیث نمبر: 2893

48 احمد بن حنبل، مسند احمد، مسند عبداللہ بن عباس، ج4، ص170، مؤسسۃ الرسالۃ، ط2001، 1م

49 البخاری: صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب المعاصی من امر الجاہلیۃ، ج1، ص15، حدیث نمبر: 30

50 البخاری: صحیح البخاری، کتاب الجمعہ، باب الجمعۃ فی القری والمدن، ج2، ص5، حدیث نمبر893

51 الشربینی: مغنی المحتاج الی الفاظ المنہاج، ج3، ص448

52 البیہقی: احمد بن حسین، (ت458ھ/1065م)، السنن الکبری، کتاب النفقات، باب ماجاء فی النہی عن کسب الامۃ اذا لم تکن فی عمل واصب، ج8، ص9

53 البیہقی: سنن البیہقی، ج8، ص9

54 الغامدی، حقوق الانسان فی الاسلام، ص263، المبارک: نظام الاسلام الاقتصاد، ص60

55 احمد: نزار عبدالباقی، عمل الاطفال بقعۃ سوداء فی ضمیر الانسانیۃ، www.muslimworldleague.org/. 30-10-2005

56 الشوبکی: جابر، استغلال الاطفال اقتصادیا. 2005-11-23/ www.ppc.jer.org ، الهلالات: عمالۃ الاطفال فی القطاع السیاحی، ص27

57 عبدالفتاح: امانی، عمالۃ الاطفال کظاہرۃ اجتماعیۃ ریفیۃ، القاہرہ، دار عالم الکتب، ط1، 2001م، ص92۔ رمزی: عمالۃ الاطفال فی الدول العربیۃ، ص77-78۔ درویش: عمالۃ الاطفال وعلاقتہا بالنمائم، ص44

58 رمزی: ناہد، حمایۃ صغار الفتیات فی سوق العمل فی البلدان العربیہ، مجلۃ الطفولہ والتنمیہ، ج2، 2002م، ص20-26

59 احمد: عمل الاطفال بقعۃ سوداء فی ضمیر انسانیۃ۔ 30-10-2005/ www,muslimworldleague.org

[60] مصدر سابق، بدبود: العنف ضد الاطفال العرب، ص167

[61] عبدالرحیم عبدالمجید: علم النفس التربوی والتوافق الاجتماعی، مکتبۃ النہضہ لمصریہ، ص33-34

[62] البخاری: صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب استخدام الیتیم فی السفر والحضر، ج4، ص11، حدیث نمبر: 2768

[63] مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ احسن الناس خلقا، ج4، ص1804، حدیث نمبر: 2309، بیروت، داراحیاء التراث العربی

[64] المرغینانی: علی بن ابی بکر (ت593/1196م)، الہدایہ شرح بدایۃ المبتدی، بیروت، دارالفکر، ط2، ج4، ص414

[65] البابرتی: العنایہ شرح الہدایہ، ج4، ص414

[66] ابن ہمام، شرح فتح القدیر، ج4، ص410

[67] العینی: محمود بن احمد (ت855ھ/1451م)، عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ط1، 2001م، ج14، ص93

[68] الخرشی: محمد (ت1101ھ/1689م)، شرح الخرشی علی مختصر سیدی خلیل، بیروت، دارالفکر، ج4، ص204

[69] الشربینی: محمد الخطیب (ت977ھ/1569م)، مغنی المحتاج الی معرفۃ معانی الفاظ المنہاج، بیروت، دارالفکر، ج3، ص448

[70] ادریس: عمالۃ الاطفال من وجھۃ نظر اسلامیۃ۔ www.islamonline.net/27-10-2005

[71] الزرقا: مصطفی احمد، المدخل الفقہی العام، دمشق، دارالفکر، ط10، 1968م، ج2، ص759

[72] امیر بادشاہ: محمد امین، تیسیر التحریر علی کتاب التحریر، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ج2، ص259

[73] ابوداؤد سجستانی: سنن ابی داؤد، بیروت، المکتبہ العصریہ صیدا، کتاب الصلاۃ، باب متی یومر الغلام بالصلاۃ، ج1، ص133، حدیث نمبر: 495

[74] بچوں کے کام کے باب میں علامہ یوسف قرضاوی کا فتوی۔ دیکھئے: www.aljazeera.net/23-10-2005

[75] سیوطی: جلال الدین (ت911ھ/1505م)، الجامع الصغیر من حدیث البشیر الذیر، تحقیق: محمد محی الدین عبدالحمید، ج2، ص116، حدیث نمبر: 5413